السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کچھ عرصہ پہلے جامع مسجد بر منگھم میں آپ نے ایک جنازہ پڑھایا ۔ نماز جنازہ کے بعد جیسا کہ رواج ہے آپ نے دعا نہ مانگی اس کے بعد دوسرے امام نے دعا کو ضروری قرار دیا اور جو دعا نہیں مانگتے ان کی مذمت بھی کی ۔ جس سے سے وہاں شور ہوا اور کچھ بدمزگی بھی پیدا ہوئی ۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں اپنے موقف کی وضاحت کریں ۔ دوسرے فریق کی طرف سے جو دلائل مجھے بھیجے گئے ہیں ان کی کاپی بھی آپ کو دے رہا ہوں ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مسلمانوں کی اکثریت کی دینی علوم سے ناواقفیت اور عدم دلچسپی کی وجہ سے جو کام رسم ورواج کے طور پر جاری ہوچکے ہیں (جب کہ ان کا قرآن وحدیث یا ائمہ دینؒ کے اقوال میں کوئی ثبوت بھی نہیں ہوتا) ان میں ایک جنازے کے بعد مروجہ دعا بھی ہے ۔ شرعی اصولوں سے ناواقف لوگ جب یہ سنتے ہیں کہ فلاں آدمی دعا کا قائل نہیں تو وہ جذبات میں آکر لڑائی جھگڑا شروع کردیتے ہیں اور دلائل سے بات کرنے کی طرف نہیں آتے ۔ حالانکہ مطلق دعا کا کوئی مسلمان منکر نہیں ہوسکتا ۔ ہر شخص اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے بارے میں جب چاہے اللہ سے دعا کرسکتا ہے لیکن اس مسئلے میں بات صرف دعا کرنے کی نہیں بلکہ غور طلب بات یہ ہے کہ ایک معاملے میں رسول اللہ ﷺ الف سے لے کر یا تک یعنی اول سے لے کر آخر تک ایک طریقہ بتاتے ہیں کہ فلاں وقت فلاں جگہ یہ کام اس طرح کرنا ہے ۔ آپ حمد 'ثنا' درود اور دعا ہر ایک کے بارے میں بتاتے ہیں کہ کون سے چیز کہاں اور کیسے کرنی ہے ۔ اب ایسے معاملے میں اگر کوئی شخص ایک چیز اپنی طرف سے شامل کرکے رسول اللہ ﷺ کے طریقے میں اضافہ کرے گا تو ہم نہ اس چیز کو قبول کریں گے اور نہ ہی جائز قرار دے سکتے ہیں ۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم ایسے فروعی مسائل میں سختی یا تشدد کے قائل نہیں ہیں ۔ ان مسائل کو بنیاد بنا کر دوسروں کے خلاف نفرت پھیلانے کو ہم مسلمان دشمنی سمجھتے ہیں ۔ کیونکہ ایک فروعی مسئلے کو جزباتی رنگ دے کر بیان کرنا اہل علم کی شان ہرگز نہیں بلکہ ایسے مسائل پر خالص علمی انداز سے گفتگو کرنا ہی مناسب ہوتا ہے ۔ بہرحال زیر بحث مسئلے میں ہم تمام پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ لیں گے ۔ کسی صاحب کی لکھی ہوئی کتاب کے کچھ صفحات کی جو فوٹو کاپی آپ نے دی ہے اسے بھی سامنے رکھیں گے اور ۱۳ مئی ۱۹۸۱ء کے اخبار وطن میں محمد بوستان خاں صاحب کے نام سے جو مضمون شائع ہوا ہے وہ بھی پیش نظر رہے گا تاکہ قارئین مسئلے کی نوعیت کو اچھی طرح سمجھ لیں ۔

کوئی بھی مسلمان جب اس دنیا سے رخصت ہوجاتا ہے اور دار آخرت کا سفر اختیار کرتا ہے تو اس میت کے لئے زندہ مسلمانوں کی طرف سے سب سے بڑا اور سب سے عمدہ تحفہ دعا ہے کہ اس کے حق میں دعائے مغفرت وبخشش کرے اب اس دعاء کے دو طریقے ہیں ۔ ایک انفرادی 'دوسرا اجتماعی

انفرادی دعا : کا طریقہ یہ ہے کہ جب بھی ہم کسی مسلمان بھائی کے انتقال کی خبر سنتے ہیں تو سب سے پہلے '' انا للہ وانا الیہ راجعون '' پڑھتے ہیں ۔ اس کے بعد ہر شخص اپنے اپنے انداز سے اس کے لئے دعا کے کلمات زبان سے ادا کرتا ہے ۔ کوئی کہتا ہے خدا اسے بخشے 'بہت نیک آدمی تھا ۔ کوئی کہتا ہے یہ آدمی غریبوں کی بہت مدد کرتا تھا اللہ اسے جنت نصیب کرے ۔ کوئی کہتا ہے اچھا آدمی تھا 'خدا اس کی غلطیاں معاف کرے ۔ غرض یہ سارے کلمات دعائیہ کلمات ہیں جو ہر شخص اپنے اپنے انداز سے کہتا ہے 'وہ دعا کرتا ہے ۔ اگر کسی نے کسی کی وفات کی خبر سننے کے بعد نماز پڑھی تو نماز کے بعد دوسری دعاؤں کے ساتھ یقیناً اس کی بخشش اور درجات کی بلندی کے لئے بھی دعا کرے گا ۔ یہ دعا کا انفرادی طریقہ ہے جس کے لئے کوئی شخص کسی خاص جگہ یا خاص وقت یا خاص شکل اختیار کرنے کا پابند نہیں بلکہ چلتے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے یہ دعائیں کرسکتا ہے اور جن کا مرنے والے سے حقیقی تعلق ہوتا ہے وہ اس طرح دعائیں کرتے رہتے ہیں ۔

اجتماعی دعاء : دعا کا دوسرا طریقہ اجتماعی ہے کہ مسلمان بڑی تعداد میں جمع ہوکر میت کے لئے دعائے مغفرت کریں ۔ اجتماعی دعا کے لئے سوال پیدا ہوتے ہیں کہ یہ دعا کہاں کی جائے ؟ میت کے گھر میں یا کسی دوسری جگہ ؟ کیسے کی جائے ؟ کھڑے ہوکر 'بیٹھ کر یا فرض نماز کے بعد ۔ کب کی جائے ؟ میت کے دفن سے پہلے یا بعد یا کس مرحلے پر اور دعائیں کیا کی جائیں ؟ الفاظ خود بنائے یا قرآن وحدیث سے تلاش کرے ۔ اپنی زبان میں یا عربی میں ؟ یہ ہیں وہ سوالات جن کے جوابات کے بعد مسئلے کی نوعیت کافی حد تک واضح ہوجاتی ہے ۔ اب یہ شریعت اور دین کا مسئلہ ہے لہذا یہاں پیدا ہونے والے سوالات کے جواب کے لئے ہم آنحضرت ﷺ کی طرف رجوع کریں گے کہ کیا آپ کے دور میں کچھ لوگ فوت ہوئے تھے ؟ اگر ہوئے تھے تو پھر آپ نے اجتماعی دعا کا کیا طریقہ اختیار فرمایا تھا اور مسلمانوں کو اس سلسلے میں کیا ہدایات دیں ۔ چنانچہ جب ہم رسول اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو وہاں نہ صرف اجتماعی دعا کا طریقہ موجود ہے بلکہ ایک شخص کے آنکھ بند کرنے سے لے کر قبر پر مٹی ڈالنے تک ایک ایک چیز کی آپ نے وضاحت فرمادی کہ کس موقع پر کیا اور کیسے کرنا ہے ۔ اختصار سے میں ان میں سے اہم چیزوں کا ذکر کرتا ہوں ۔ ملاحظہ فرمائیں :

(۱) قریب المرگ آدمی کے پاس لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین کا آپ نے حکم دیا ۔ (۲) عالم نزع کی کیفیت بیان کی (۳) قریب المرگ کے پاس سورہ یٰسین پڑھنے کی تاکید کی (۴) دفن وکفن میں جلدی کرنے کا حکم دیا (۵) میت پر نوحہ کرنے اور پیٹنے سے منع کیا (۶) غسل دینے کا طریقہ اور احکام بیان کئے (۷) کفن کے کپڑے اور اس کی بناوٹ بنائی (۸) مرد وعورت کے کفن میں فرق بیان فرمایا (۹) کفن میں اسراف اور قیمتی کپڑا استعمال کرنے کی ممانعت (۱۰) غسل کے بعد خوشبو لگانے کا ذکر (۱۱) جنازہ جلدی لے کر چلنے کا حکم (۱۲) جن لوگوں کے پاس سے جنازہ گزرے وہ کیا کریں (۱۳) جنازہ مسجد میں پڑھا جائے یا کسی کھلی جگہ میں 'اس کا ذکر (۱۴) کن اوقات میں جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے (۱۵) قبر کی بناوٹ کیسے ہونی چاہیے (۱۶) ایک قبر میں کئی آدمیوں کے دفن کرنے کا بیان (۱۷) جنازے سے پہلے میت کے قرض کی ادائیگی کا مسئلہ (۱۸) امام میت کے سامنے جنازہ پڑھاتے وقت کہاں کھڑا ہو (۱۹) نماز جنازہ کی کیفیت (۲۰) تکبیرات کتنی کہنی چاہئیں (۲۱) ہر تکبیر کے بعد کیا پڑھے (۲۲) قبر میں اتارنے کا بیان (۲۳) مٹی ڈالنے کا ذکر (۲۴) قبر کی ظاہری شکل کیسی ہونی چاہیے (۲۵) قبر پر کھڑے ہوکر دعا کا ذکر (۲۶) میت کے لئے ایصال ثواب اور صدقہ جاریہ کا ذکر (۲۷) سوگواروں کے ساتھ اظہار ہمدردی یا تعزیت کا ذکر (۲۸) مرنے والے کی خوبیاں بیان کرنے کی تاکید (۲۹) مرنے والے کی برائیاں بیان کرنے کی ممانعت ۔

میت سے متعلقہ یہ امور جو ہم نے ذکر کئے ہیں ان کا تفصیلاً یا اجمالاً ذکر آپ کو حدیث اور فقہ کی ہر کتاب میں ملے گا اور ان کے احکام و مسائل پر فقہاء کرام نے اپنے اپنے انداز فکر سے بحث بھی کی ہے اور تفصیلات میں تھوڑا بہت اختلاف بھی پایا جاتا ہے لیکن سب کا اصل احادیث میں کسی نہ کسی انداز سے ضرور بیان ہوا ہے۔ اب آپ ایمانداری اور انصاف سے میت سے متعلقہ احکام کی کسی بھی کتاب میں دیکھیں تو آپ کو یہ عنوان حدیث کی کسی کتاب میں یا کسی فقہ کی معتبر کتاب میں ہر گز نظر نہیں آئے گا جس میں نماز جنازہ کے فوراً بعد دوبارہ اجتماعی دعا کی کوئی شکل پائی جاتی ہو یا بیان کی گئی ہو۔

<u>جنازے کی دعا</u> : بعض جہلا یہ کہتے ہیں کہ جنازہ تو جنازہ ہے اور دعا تو بعد میں کی جاتی ہے حالانکہ نماز جنازہ دراصل دعا ہی ہے اس کا مقصد ہی میت کی بخشش و مغفرت کی سفارش کرنا ہے اور اجتماعی طور پر دعا کا یہ طریقہ ہے جسے ہم جنازہ کہتے ہیں۔ عام دعا کے آداب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے اللہ کی حمد و ثنا کیا کرو پھر مجھ پر درود و سلام اس کے بعد جو مانگنا ہے وہ اللہ سے مانگا کرو۔ اسی طرح میت کے لئے اجتماعی دعا کی باقاعدہ مشکل بتائی گئی جس کا نام نماز جنازہ رکھا گیا جس میں تکبیرات کے علاوہ ثناء' فاتحہ اور درود شریف پڑھنے کے بعد میت کے لئے عاجزی سے دعا کرنے کی تاکید کی گئی ہے اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اجتماعی شکل میں جنازے کے اندر بے شمار دعایئں منقول ہیں اور صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ سے وہ دعائیں سیکھیں جو جنازے کی آخری تکبیر کے بعد آپ میت کی بخشش و مغفرت کے سلسلے میں کیا کرتے تھے۔ اب اس قدر شان اور اہتمام سے جب جنازے کے اندر چوتھی تکبیر کے بعد دعا ثابت ہوگئی تو پھر اس کے فوراً بعد دوبارہ دعا کا اعلان ہر گز قرین قیاس نہیں۔ یہ تو بلکہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی قرآن کی کسی سورت کی زبانی تلاوت کرتا ہے جب وہ ختم کرتا ہے تو پھر کوئی کہتا ہے حافظ صاحب ذرا قرآن پڑھ دیں۔

جب وہ کہتا ہے میں نے ابھی تلاوت کی ہے 'اب آپ دوسری کاروائی شروع کریں تو جاہل یہ کہہ دے کہ حافظ صاحب وہ تو آپ نے تلاوت کی تھی قرآن تو نہیں پڑھا تھا۔ ایسے ہی یہاں کہا جاتا ہے کہ وہ تو جنازہ پڑھا جاتا ہے دعا تو نہیں کی جاتی حالانکہ اس کا لب لباب دعا ہی ہے اور احادیث میں وضاحت کے ساتھ آیا کہ جس آدمی کے جنازے میں چالیس موحد آدمی شامل ہو کر نماز جنازہ پڑھیں تو اللہ ان کی دعا قبول کرتا ہے۔

لہٰذا جنازہ تو بذات خود اللہ کے ہاں میت کی سفارش اور اس کی بخشش کا طریقہ عبادت ہے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید دوسرے مسائل کی طرح یہ بھی حنفی شافعی کے درمیان اختلافی مسئلہ ہے۔ ہر گز نہیں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ فقہ حنفی کا مسئلہ ہے اور حنفی جنازے کے بعد پھر دعا مانگنے کے قائل ہیں وہ حنفی مسلک سے نابلد اور فقہ حنفی سے بالکل ناواقف ہیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

ص264

محدث فتویٰ